واعظ الجمعہ

ردِ بدعات میں امام احمد رضا کا کردار

پیشکش

ادارہ اہلسنت کراچی

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورو

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

www.facebook.com/darahlesunnat

دار أهل السنة
لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت
www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: ردِ بدعات میں امام احمد رضا قدّس سرّہ کا کردار

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرزاق ہنگورو، مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

عددِ صفحات: ۱۷

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00971559421541

: 00923458090612

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۲ھ/۲۰۲۰ء

ردِ بدعات میں امام احمد رضا قدس سرہ کا کردار

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

امام احمد رضا... ایک ہمہ گیر شخصیت

برادرانِ اسلام! سیّدی اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام کسی تعارُف کا محتاج نہیں، آپ قدس سرہ کی علمی ودینی خدمات سے عرب وعجم خوب آگاہ اور معترِف ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمہ گیر شخصیت ہر زاویے سے بےنظیر وبےمثال ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چودہویں صدی ہجری کے عظیم مجدِّد، مفسّر، محدّث، مؤرّخ، مفتی اور فقیہ ہیں۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ قرآن، حدیث اور فقہِ اسلامی سمیت پچاس سے زائد قدیم وجدید علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ فلسفہ وسائنس، ریاضی وجغرافیہ، علمِ توقیت وجفر، اور بلاغت ومنطق وغیرہ کے موضوعات پر، آپ کی شاندار اور ناقابلِ تردید دلائل سے مزیّن تصنیفات اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہمیت واِفادیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، کہ

سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کو، سو ۱۰۰ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوُجود، امّتِ مسلمہ آج بھی اُن کے فیوض وبرکات سے مستفید ہو رہی ہے، اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسی عظیم اور نابغۂ روزگار شخصیت ہیں، جن پر دنیا بھر کے تقریبًا دو درجن سے زائد لوگ ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں، اور کئی حضرات آج بھی مختلف یونیورسٹیز (Universities) میں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایم،فِل (M.PHIL) اور پی،ایچ،ڈی (P.H.D) کر رہے ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں چند دہائیوں میں شاید ہی کسی شخصیت پر، اس کثرت سے تحقیقی کام ہوا ہو! آپ قدّس سرّہٗ نے پوری زندگی شریعتِ محمدیّہ کی پیروی، اور سنّتِ مصطفی کی ترویج واِشاعت میں بسر کی، یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر میں ہر سُو، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی خدمات کا چرچا ہو رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جنہیں اہلِ علم ودانش کبھی فراموش نہیں کر سکتے، ع

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو!

قسیمِ جامِ عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو!(۱)

مروّجہ اُمورِ بدعات وخُرافات کا اِبطال

عزیزانِ محترم! امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علومِ دِینیہ کی ترویج کے ساتھ ساتھ، اپنے زمانے میں مروّجہ بدعات وخُرافات کا بھی بھرپور رَد واِبطال فرمایا، اور مسلمانوں کو ان بدعات وخُرافات سے دُور رہنے کا حکم دیا۔ اس سلسلہ میں متعدّد کتب ورسائل تصنیف کرنے کے ساتھ ساتھ سینکڑوں فتاویٰ بھی تحریر فرمائے، لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ جس امام

---

(۱) منقبت در شانِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از خلیفۂ اعلیٰ حضرت سفیرِ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ساری زندگی، تحفظِ ناموس رسالت اور عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر پہرہ دیتے، اور مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کرتے گزار دی، آج انہی پر شرک وبدعت اور فروغِ منکَرات جیسے بے سروپا نازیبا الزامات لگاکر، اُمّتِ مسلمہ کو اس بحرِ علم سے تِشنہ لب رکھنے، اور بدگمان کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے!!۔

بے دینوں اور بدمذہبوں کا رَدِ بلیغ

حضراتِ گرامی قدر! سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحریر وتقریر ہر محاذ پر، دلائلِ باہِرہ اور براہینِ قاطعہ کے ساتھ، جس محققانہ انداز میں، دشمنانِ صحابۂ کرام، منکِرینِ اہلِ بیت اَطہار، اور مُعاندینِ اولیاء اللہ کی علمی وتحقیقی گرفت فرمائی، وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ جن بے دینوں اور بدمذہبوں کا آپ نے رَدِ بلیغ فرمایا، انہیں جب آپ قدّس سرّہٗ کے عقائد ونظریات، اقوال واَفعال اور تحریروں میں کوئی قابلِ گرفت چیز نظر نہ آئی، تو انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ ستودہ صفات کو ہَدفِ تنقید بنا کر، طعن وتشنیع اور جھوٹے الزامات کا غیر مہذّبانہ اور غیر منصفانہ سلسلہ شروع کردیا، ع

تیرے اَعدا میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد!

ایک علمی خیانت

حضراتِ ذی وقار! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ بعض فاسق وفاجر پیر اور اُن کے جاہل مریدین، علمِ دین سے دُوری کے باعث آج بزرگانِ دین کے مزارات پر چرس، بھنگ اور ڈھول تماشے کا اہتمام کرتے ہیں، محافلِ رقص وسرود اور سجدۂ تعظیمی جیسی بے ہودہ خُرافات ومنکَرات کے مرتکب ہوتے ہیں، یہ خالصۃً ان کا

ذاتی فعل اور بد عملی ہے، جو شرعاً ناجائز، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت، یا امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اُن فسّاق وجہّال سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن وحدیث اور ہمارے بزرگوں کی ہزاروں کتب، اِن اُمور کی حرمت وبُرائی پر شاہدِ عدل ہیں، لیکن اس کے باوُجود بعض لوگ ان خُرافات کو مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت کے کھاتے میں ڈال کر، امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ پر تنقید کے نشتر چلاتے، اور سادہ لَوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، یہ سراسر بہت بڑی علمی خیانت ہے، جو کسی بھی صاحبِ علم کو زیب نہیں دیتی!۔

سجدۂ تعظیمی کے بارے میں امام احمد رضا کا نظریہ

حضراتِ محترم! سیّدی اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شعبہ ہائے دین کی مختلف جہتوں پر کام کیا، ان جہتوں میں سے ایک "ردِ بدعات ومنکَرات" بھی ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قلمِ برق بار سے ان کی ایسی بیخ کَنی فرمائی کہ عقائد واعمال پر چھاجانے والی کالی گھٹا چھٹتی چلی گئی، امامِ اہلِ سنّت رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بھی پیروں کی تعظیم میں غُلو کرنے والی مختلف بدعات وخُرافات عُروج پر تھیں، ان میں سے ایک بدعت سجدۂ تعظیمی کی تھی، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے رَد میں "الزُّبدة الزَّكية لتحريم سُجود التحيّة"[1] کے نام سے باقاعدہ ایک مبسوط رسالہ تحریر فرمایا، جس میں متعدّد آیاتِ قرآنیہ، چالیس اَحادیثِ مبارکہ اور تقریباً ڈیڑھ سو فقہی نُصوص سے ثابت کیا، کہ "عبادت کی نیّت سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر وشرک ہے، اور تعظیم کی نیّت سے ہو تو بھی حرام ہے"۔

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والإباحة، ۱۵/۴۹۵-۵۴۳۔

سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی بھی پیر و مرشد کے لیے سجدۂ تعظیمی سے متعلق، ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "مسلمان اے مسلمان! اے شریعتِ مصطفوی کے تابعِ فرمان! جان اور یقین جان! کہ سجدہ حضرت-عزّتْ جلالُہ- کے سوا کسی کے لیے نہیں، اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اِجماعاً شرکِ مہین و کفرِ مبین ہے، اور سجدۂ تحیّت (تعظیمی) بھی حرام و گناہِ کبیرہ بالیقین ہے!"[1]۔

سجدۂ تعظیمی حرام و گناہِ کبیرہ ہے

ایک اَور مقام پر مزید ارشاد فرمایا: "غیرِ خدا کو سجدۂ عبادت شرک ہے، سجدۂ تعظیمی شرک نہیں مگر حرام ہے، گناہِ کبیرہ ہے، متواتر حدیثیں اور متواتر نُصوصِ فقہیّہ سے اس کی حُرمت ثابت ہے، ہم نے اپنے فتاوی میں اس کی تحریم پر چالیس حدیثیں روایت کیں، اور نُصوصِ فقہیہ کی گنتی نہیں۔ "فتاوی عزیزیہ" میں ہے کہ اس کی حرمت پر اِجماعِ واتفاقِ اُمّت ہے"[2]۔

مزاراتِ اولیاء کا طواف

حضراتِ گرامی قدر! تعظیم کی نیّت سے مزاراتِ اولیاء کا طواف کرنا، یا انہیں بوسہ دینا بھی ممنوع ہے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی بھی نشاندہی فرمائی اور اس کا حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مزار کا طواف جو محض بہ نیّتِ تعظیم کیا جائے، ناجائز ہے؛ کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانۂ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ دینا نہ چاہیے، علماء اس میں مختلف ہیں، اور بہتر بچنا ہے، اور اسی میں ادب زیادہ ہے!"[3]۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ، رسالہ "الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ" ۴۹۸/۱۵۔

(۲) ایضاً، غیرِ خدا کو سجدۂ عبادت شرک... الخ، ۴۹۱/۱۵۔

(۳) ایضاً، کتاب الجنائز، باب اَحوال قُربِ موت، ۳۳۱/۷۔

بارگاہِ رسالت میں حاضری کے آداب

اسی طرح بارگاہِ رسالت میں حاضری کے آداب بیان کرتے ہوئے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "خبردار (روضۂ انور کی) جالی شریف کو بوسہ دینے، یا ہاتھ لگانے سے بچو؛ کہ خلافِ ادب ہے، بلکہ (جالی شریف سے) چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا! اپنے مُواجہۂ اَقدس میں جگہ بخشی!"[1]۔

ایک اَور مقام پر مزید ارشاد فرمایا کہ "روضۂ انور کا طواف نہ کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو! رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اِطاعت میں ہے"[2]۔

مزارات پر بلاضرورت چادریں چڑھانا

عزیزانِ محترم! مزاراتِ اولیاء پر وُقوع پذیر ہونے والی مختلف بدعتوں میں سے، بلاضرورت تہ بہ تہ چڑھائی جانے والی چادریں بھی ہیں، اس کی سختی سے ممانعت کرتے ہوئے سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "جب چادر موجود ہو اور وہ ابھی پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو، تو بے کار چادر چڑھانا فضول ہے، بلکہ جو دام (مال) اس میں صرف کریں، ولیُ اللہ کی روحِ مبارک کو ایصالِ ثواب کے لیے کسی محتاج کو دے دیں"[3]۔

---

(۱) ایضاً، کتاب الحج، رسالہ "انور البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ" ۸/۶۰۲۔

(۲) ایضاً، ۸/۶۰۴۔

(۳) "اَحکامِ شریعت" حصّہ اوّل، مزاراتِ اولیاء، ۸۹۔

فرضی مزار بنانا

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! بعض بے روز گار لوگوں نے پیری فقیری کو بطورِ دھندہ بنا رکھا ہے، انہیں نماز روزہ اور دیگر اَحکامِ شریعت سے کوئی سروکار نہیں، ان کا اوّلین مقصد صرف مال بنانا ہے۔ لہٰذا اس مقصد کے پیشِ نظر ان جعلی اور ڈبہ پیروں نے، کسی بھی ولی اللہ کا فرضی مزار بنا کر اس پر چادر وغیرہ چڑھانے، اس پر فاتحہ پڑھنے، اور اس جگہ کا اصل مزار جیسا ادب ولحاظ کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، کچھ ہی عرصہ میں وہاں مصیبت کے مارے، اور حقیقتِ حال سے ناواقف لوگوں کی آمد ورَفت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، نذر ونیاز کے نام پر "چندہ بکس" لگا دیا جاتا ہے، اور یوں بیٹھے بٹھائے اچھا خاصا بزنس (Business) چل پڑتا ہے۔ علماء وعوامِ اہل سنّت کو ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی!؛ تاکہ مُعاشرے کے ان ناسُوروں کے سبب کسی کو اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم، یا ان کے مزارات پر حرف گیری کا موقع نہ مل سکے!۔

سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساری حیاتِ مبارکہ ایسی ہی بدعات وخُرافات کے خلاف قلمی جہاد کرتے گزری، فرضی مزارات کے بارے میں حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل جیسا مُعاملہ کرنا، ناجائز وبدعت ہے!"[1]۔

عورتوں کی مزارات پر حاضری

عزیزانِ مَن! آج کل مزارات پر مَردوں کی بہ نسبت بے پردہ عورتوں کا بڑا اِزدِحام رہتا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی کم عقلی اور ضروری دینی علوم سے عدم آگاہی

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الجنائز، باب اَحوال قُربِ موت، ۷/۲۵۲۔

کے باعث، مزارات پر غیر شرعی اُمور کا ارتکاب کرنے سے بھی گریز نہیں کرتیں، انہیں چاہیے کہ بلاضرورتِ شرعی اپنے گھر سے بغیر محرم کے ہرگز باہر نہ نکلیں، اور اَحکامِ شریعت کی مکمل پاسداری کو یقینی بنائیں۔

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مخالفین، عورتوں کی مزارات پر حاضری کا الزام بھی سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سر تھوپتے ہیں، حالانکہ امامِ اہلِ سنّت عورتوں کی مزارات پر حاضری کے ہرگز قائل نہیں، یہی وجہ ہے کہ جب کسی نے آپ سے اس سلسلہ میں حکمِ شرعی دریافت کیا، تو جواباً امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ "یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے؟ اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے؟ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے، اور جب تک وہ واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے ہیں!"[(۱)]۔

پردے کے بارے میں پیر اور غیر پیر کا حکم

پیروں فقیروں کے پاس بے پردہ چلی جانے والی عورتوں کو، امامِ اہلِ سنّت نے پردے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "پردہ کے باب میں پیر اور غیرِ پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے، جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے!"[(۲)]۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر مزید فرمایا کہ "جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے کچھ کھلا ہو، جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ، یا گلے، یا کلائی، یا پیٹ، یا

---

(۱) "ملفوظاتِ اعلی حضرت" عورتوں کا مزارات پر جانا، حصّہ دُوم، ص۱۰۷۔

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ"، ۱۵/۳۳۰۔

پنڈلی کا کوئی جز، تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے، چاہے وہ پیر ہو یا عالم!"[1]۔

بلاضرورت قبرستان میں چراغ یا اگربتی جلانا

حضراتِ گرامی قدر! آج کل قبرستان میں اپنے پیاروں کی قُبور پر چراغ، موم بتی یا اگربتی وغیرہ جلانا ایک معمول بن گیا ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے مُردے کو تسکین ہوتی ہے، اور اس کی قبر روشن ہوتی ہے۔ یہ سراسر جہالت اور بدعت ہے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علّامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے، (اور) یہ سب اس صورت میں ہے کہ (جب چراغ جلانا) بالکل فائدے سے خالی ہو"[2]۔

قبروں کے سرہانے چراغ جلانا کیسا؟

اسی سوال کے جواب میں سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ضعیفُ الاعتقادی کے تابوت میں کیل ٹھوکتے ہوئے مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ "جس طرح یہاں جُہال میں رَواج ہے کہ مُردہ کو جہاں کچھ زمین کھود کر نہلاتے ہیں، جسے عوام لحد کہتے ہیں، وہاں چالیس رات چراغ جلاتے اور یہ خیال کرتے ہیں، کہ چالیس شب رُوح لحد پر آتی ہے، اندھیرا دیکھ کر پلٹ جاتی ہے۔ یونہی اگر وہاں جُہال میں رَواج ہو کہ موت سے چند رات تک گھروں سے شمعیں جلا کر قبروں کے سرہانے رکھ آتے ہوں، اور یہ خیال کرتے ہوں کہ نئے گھر میں بے روشنی کے گھبرائے گا۔ تو اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہ ہے؟! اور اس کا پتا یہاں بھی قبروں کے سرہانے چراغ کے لیے طاق بنانے

---

(۱) ایضاً، ۱۵/۳۴۳۔

(۲) ایضاً، کتاب الجنائز، باب اَحوالِ قُربِ موت، رسالہ "بریق المنار" ۷/۳۰۳۔

سے چلتا ہے، اور بے شک اس خیال سے جلانا، فقط اِسراف و تضییعِ مال ہی نہیں کہ محض بدعتِ عمل ہو، بلکہ بدعتِ عقیدہ ہوئی؛ کہ قبر کے اندر اِن چراغوں سے رَوشنی واَموات کا اس سے دل بہلنا سمجھا!""[1]۔

فاضل بریلی اور اُمورِ بدعت

عزیزانِ مَن! چودہویں صدی ہجری میں مسلمانوں کے عقائد واعمال کو داغدار کرنے والی خُرافات اور اُمورِ بدعات کی بیخ کَنی کا سہرا، بلاشک وشبہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قلم کے ذریعے اُمّتِ مسلمہ کے عقائد ونظریات کی، نہ صرف حفاظت کی بلکہ انہیں ضعیفُ الاعتقادی کے دَلدَل سے باہر بھی نکالا، جسے اس بات میں ذرا سا بھی شک ہو، وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرۂ آفاق کتب "فتاوی رضویہ"، ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" اور "اَحکامِ شریعت" وغیرہ کا مطالعہ کرے، ان شاء اللہ عزوجل تمام شکوک وشبہات رفع دفع ہوجائیں گے!۔

ہر ایک اپنے عمل کا ذمّہ دار خود ہے

حضراتِ ذی وقار! فاضل بریلی قدس سرہ برصغیر کے نامور فقیہ عبقری عالمِ دین، اور جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاسبان ہیں، ان کے ساتھ ساتھ وہ برصغیر کی واضح مسلم اکثریت کے مُسلّمہ پیشوا اور قائد بھی ہیں، اس لیے ان کے بارے میں عامیانہ زبان اور سُوقیانہ طرزِ کلام ترک کر دیا جائے، اختلافات کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ان کی عظیم علمی شخصیت کا احترام بھی چھوڑ دیں۔ ان کے متعلق رائے زنی کرنے والے بیشتر علماء کے پاس اتنا علم بھی نہیں جسے وہ پیمانہ بنا کر فاضل بریلی کا علم وفضل ماپ سکیں! اس کے علاوہ

---

(۱) ایضاً، ۷/۳۱۱۔

تبلیغِ دین کا منفی انداز چھوڑ کر مثبت طریقہ اختیار کیا جائے، شدّت، دُرُشتی، بدمزاجی اور کفر و شرک کے فتووں کو تبلیغ کی اَساس بنانے کے بجائے، محبت، نرمی ایک دوسرے کے احترام، اور آشتی کو مدارِ تبلیغ بنا کر ہم زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر انفرادی یا اجتماعی طور پر کچھ لوگ اور ادارے، بعض غیر شرعی اُمور میں مبتلا ہیں، تو ان کی ذمّہ داری یا الزام فاضل بریلی کے کھاتے میں ڈالنے کے بجائے، انہی لوگوں پر ڈالا جائے جو ایسی باتوں کا ارتکاب کر رہے ہیں!""[1]۔

علمائے اہلِ سنّت کی ذمہ داری

میرے محترم بھائیو! "ذمہ دار اور جیّد سُنّی علماء کا فریضہ ہے، کہ وہ بھی ایسے لوگوں سے اعلانیہ براءَت کا اظہار کریں، ہر مولوی اور خانقاہی گدی نشین، علم و فضل میں نہ احمد رضا خاں ہے، اور نہ اسے یہ اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ نئے نئے مسائل پیدا کر کے، مسلکِ اہلِ سنّت کی بدنامی و سبکی کا باعث بنے! ہر مُعاملے میں مدار و معیار صرف وصرف کتاب وسنّت کو بنایا جائے! ہر چھوٹی بڑی شخصیت کو اسی واحد کسوٹی پر پرکھا جائے!۔

ہماری گزارش صرف اسی قدر ہے کہ فاضل بریلی اپنے علم و فضل اور عمل وعقیدے کے اعتبار سے، کتاب وسنّت کے بہت بڑے عاشق، شیدائی اور عامل تھے، ہم نہ شخصیت پرست ہیں، نہ حق کو شخصیات میں منحصر ماننے کے غیر شرعی اُصول کے قائل ہیں، ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں!۔ ہم تو صرف اس مظلوم اور کُشتۂ اَغیار (غیروں کے ہاتھوں تختۂ مشق بنائی گئی) شخصیت کے بارے میں، اہلِ علم سے انصاف ودیانت کے طلبگار ہیں! جس نے پوری زندگی کتاب وسنّت کی حفاظت اور ان

---

(۱) "فاضل بریلوی اور اُمورِ بدعت" "پس چہ باید کرد، ص۴۵-۴۶

کی نشرِواشاعت میں گزاری، ضعیفُ الاعتقاد بےعمل متصوفین، جُہلاء اور عوام کی کم علمی سے فائدہ اٹھاکر، جھوٹی پیری مریدی کی دکانیں چمکانے والے، غیر متشرع لوگوں کا سہارا لے کر، برصغیر کی اس عبقری شخصیت کو بدنام کرنے کا یاسی حربہ اور کاروبار، اب ختم ہونا چاہیے!!"[1]۔

شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت

امام احمد رضا خان قدس سرہٗ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "شریعت حضورِ اقدس سیّدِ عالَم ﷺ کے اقوال ہیں، اور طریقت حضور کے اَفعال، اور حقیقت حضور کے اَحوال، اور معرفت حضور کے علومِ بے مثال"[2]۔

بیعت (پیری مریدی) کی اَقسام اور شرائط وضوابط

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی علیہ بیعت (پیری مریدی) کی اَقسام اور شرائط وضوابط ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "مرشدِ خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں، دو قسم ہے: **قسمِ اوّل:** شیخِ اتّصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ، حضور پرنور سیّدالمرسَلین ﷺ تک متّصل ہوجائے، اس کے لیے چار شرطیں ہیں:

(۱) شیخ کا سلسلہ باتصالِ صحیح حضورِ اقدس ﷺ تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو؛ کہ منقطع کے ذریعہ سے اتّصال ناممکن ہے۔

(۲) شیخ سُنّی العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا، نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔

---

(۱) ایضاً، ص۴۶۔

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ (سوم ۳)، تصوّف وطریقت، ۱۷/۱۰۶۔

(۳) عالِم ہو۔ **اقول:** علمِ فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی، اور لازم کہ عقائدِ اہلِ سنّت سے پورا واقف، کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف (جاننے والا) ہو، ورنہ آج بدمذہب نہیں تو کل ہوجائے گا!۔

(۴) فاسقِ مُعلِن (اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔ **اقول:** اس شرط پر حصولِ اتّصال کا توقّف نہیں؛ کہ مجرّد فسق باعثِ فسخ نہیں، مگر پیر کی تعظیم لازِم ہے، اور فاسِق کی توہین واجب ہے، دونوں کا اجتماع باطل ہے!۔

قسمِ دُوم ۲: شیخِ اِیصال کہ شرائطِ مذکورہ کے ساتھ ساتھ مَفاسِدِ نفس ومَکائدِ شیطان (شیطان کی مکاریوں) ومَصائدِ ہَوا (خواہشاتِ نفس کے حملوں) سے آگاہ ہو، دوسرے کی تربیت جانتا ہو، اور اپنے متوسِّل پر شفقتِ تامّہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطّلع کرے، ان کا علاج بتائے، جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے، نہ محض سالک ہو، نہ نِرا مجذوب۔

بیعت کی مزید اقسام

پھر بیعت بھی دو قسم ہے:

اوّل: بیعتِ برکت، کہ صرف تبرک کے لیے داخلِ سلسلہ ہوجانا۔ آج کل عام بیعتیں یہی ہیں، وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اَغراضِ فاسدہ کے لیے ہوتی ہے، وہ خارج اَز بحث ہے۔ اس بیعت کے لیے شیخِ اتّصال (جو شرائطِ اربعہ کا جامع ہو) بَس ہے۔

دُوم ۲: بیعتِ ارادت کہ اپنے ارادہ واختیار سے یکسر باہر ہوکر، اپنے آپ کو شیخ مرشِد، ہادیٔ برحق، واصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کردے، اسے مطلقاً اپنا حاکم ومالک ومتصرّف جانے، اس کے چلانے پر راہِ سُلوک چلے، کوئی قدم بے اِس کی

مرضی کے نہ رکھے، اس کے لیے اس کے بعض اَحکام، یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں، تو انہیں اَفعالِ خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے مثل سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے۔ غرض اس کے ہاتھ میں مُردہ بدستِ زندہ ہو کر رہے، یہ بیعتِ سالکین ہے"(۱)۔

غیرِ عالم کا وعظ وبیان کرنا یا سننا!

جاہل واعظین وذاکرین کی مجالس میں شرکت کے بارے میں امامِ اہلِ سنّت فرماتے ہیں کہ "اگر واعظ اکثر واعظانِ زمانہ کی طرح کہ جاہل ونا عاقل وبے باک وناقابل ہوتے ہیں، مبلغِ علم کچھ اَشعار خوانی، یا بے سر وپا کہانی، یا تفسیرِ مصنوع یا تحدیثِ موضوع، نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احتفاظ، نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ! غایتِ مقصود پسندِ عوام اور نہایتِ مراد جمعِ حطام۔ یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین غافلین مبطلِین جاہلین سے، جو رسائل پڑھیں تو جہّال مغرور کے، اَشعار گائیں تو شعراءِ بے شعور کے، انبیاء کی توہین، خدا پر اتہام، اور نعت ومنقبت کا نام بدنام! جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام، اور اپنے یہاں انعقاد مجمعِ اَثام۔ آج کل اکثر مَواعظ ومجالسِ عوام کا یہی حال پُرملال، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون!"(۲)۔

وعظ کہنا عالم کا منصب ہے، جاہل کو اجازت نہیں

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال ہوا کہ "ایک شخص اسلام وایمان وشرعِ شریف کے اَحکام جانتا ہے، اور لوگوں کو گناہ سے بچنے کی ہدایت اس

(۱) "فتاوی افریقہ" ص۱۲۳-۱۲۶، ملتقطاً۔

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والإباحة"، رسالہ "مُرُوج النَجا" ۱۵/۳۶۲، ۳۶۳۔

آیتِ مبارکہ کے وسیلے سے: ﴿فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرٰى﴾ کر سکتا ہے یا نہیں؟" آپ نے جواب لکھا کہ "اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے، اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں، وہ جتنا سنوارے گا، اس سے زیادہ بگاڑے گا!"[1]۔

دعوتِ میّت

جب کسی گھر میں میّت ہو جائے، اور وہاں پہلے دن سے تیسرے روز تک، کھانا وغیرہ ان گھر والوں کی طرف سے، اس اہتمام سے ہو جیسے شادی بیاہ کے موقع پر ہوتا ہے، بسا اوقات ہاتھ میں مال نہ ہونے کی صورت میں، قرض لے کر یہ سب اہتمام کیا جاتا ہے، اگر بلا سُود قرض نہ ملے تو سُودی قرض بھی لے لیا جاتا ہے۔ اس بارے میں امامِ اہلِ سنّت نے فرمایا کہ "سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے "جائز ہے یا کیا؟" یوں پوچھو کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے؟!"[2]۔

ماتم اور تعزیہ داری

مروّجہ تعزیہ داری کے بارے میں فرمایا کہ "تعزیہ جس طرح رائج ہے، ضرور بدعتِ شنیعہ ہے...، یہ جو باجے، تاشے، مرثیے، ماتم، برق پری کی تصویریں، تعزیے سے مرادیں مانگنا، اس کی منّتیں ماننا، اسے جھک جھک کر سلام کرنا، سجدہ کرنا... وغیرہ وغیرہ بدعاتِ کثیرہ اس میں ہو گئی ہیں، اور اب اسی کا نام تعزیہ داری ہے، یہ ضرور حرام ہے!۔

---

(۱) ایضًا، وعظ کہنا عالم کا منصب... الخ، ۱۶/۱۸۹، ۱۹۰۔

(۲) ایضًا، کتاب الجنائز، رسالہ "جلي الصوت" ۷/۴۳۹۔

مرثیہ خوانی

اکثر روافض کے مرثیے تبرّا پر مشتمل ہوتے ہیں، اگرچہ جاہل نہ سمجھیں، اور نہ بھی ہو تو جھوٹی ساختہ روایتیں، خلافِ شرع کلمات، اہلِ بیتِ طہارت کی (معاذاللہ) نہایت ذلّت کے ساتھ بیان، اور سرے سے غم پروَری کے مرثیے کس نے حلال کیے؟! حدیث میں ہے: «نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرَاثِي»[1] "رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا"[2]۔

شادیوں اور شبِ براءت میں آتش بازی حرام ہے

شادی بیاہ اور شبِ براءَت میں ہونے والی آتش بازی، اور دیگر رسموں کے بارے میں امامِ اہلِ سنّت نے فرمایا کہ "آتش بازی جس طرح شادیوں اور شبِ براءَت میں رائج ہے، بے شک حرام اور پورا جُرم ہے؛ کہ اس میں تضییعِ مال ہے...، اسی طرح یہ گانے بجانے کہ جواِن بلاد میں معمول ورائج ہیں، بلاشبہ ممنوع وناجائز ہیں...، جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں!"[3]۔

نیاز لنگر وغیرہ لُٹانا

چھتوں وغیرہ سے روٹیاں اور بسکٹ وغیرہ پھینکنے، اور انہیں لُوٹنے والوں کے بارے میں امامِ اہلِ سنّت فرماتے ہیں کہ "یہ خیرات نہیں، شرور وسیّئات ہے! نہ ارادۂ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے، بلکہ ناموَری اور دکھاوے کی، اور وہ حرام ہے! رزق کی بے ادبی اور ضائع کرنا گناہ ہے!"[4]۔

---

(١) "سنن ابن ماجه" باب ما جاء في البكاء عن الميّت، ر: ١٥٩٢، صـ٢٦٦.

(٢) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ، تعزیہ داری اور بدعات کا بیان، ۱۶/۴۶۵، ملتقطاً۔

(٣) ایضاً، رسالہ "هادي الناس" ۱۶/۸۸، ۸۹، ملتقطاً۔

(٤) "اَحکامِ شریعت" حصہ اوّل، خیرات کا ناجائز طریقہ، ص۱۳۲۔

دعا

اے اللہ! ہم سب کو امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا قدّس سرّہٗ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرما، ہمیں بدعات وخُرافات سے بچنے اور کتاب وسنّت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے، ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو بھی بزرگانِ دین کے عقائد ونظریات پر پہرہ دینے کی توفیق دے، مختلف فتنوں کے رُوپ میں یہود ونصاریٰ کی طرف سے اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنا، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.